OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

قرآن فہمی میں عقل کا مقام اور دائرہ کار: تجزیاتی مطالعہ

The position and the scope of the Intellect in Understanding Quran: An analytical study

Fatima tuz Zahra
Doctoral Candidate, Riphah International University, Islamabad
Dr. Muhammad Ghayas
Assistant Professor, Riphah International University, Islamabad

Abstract

The Almighty Allah made man the best of creations in the world, appointed him as his caliph on earth, and blessed him with the fantastic powers of intellect and wisdom to distinguish between good and evil and determine the purpose and aim of his life and hereafter. Can decorate. Based on wisdom, man has been made obligated to obey the Shariah orders, the final blessing distinguishing him from other people. When this blessing ceases, the pain and responsibility also cease. In the Quran, it is repeatedly recommended to explore the mysteries of the universe and understand the commands of the Quran through reason, contemplation, and deliberation. The Quran emphasizes turning to reason and wisdom and ensures a circle for using the intellect. Among the three sources of knowledge, senses, intellect, and revelation, the intellect has been subordinated to divine revelation; revelation is the primary source of knowledge, and where there is a conflict between revelation and reason or intellect, revelation will be followed in the light of the Qur'an and Sunnah. In this article, these issues have been highlighted analytically, and the importance of intellect in understanding the Quran has been

CC BY

highlighted. The research is conducted using a narrative research method.

Keywords: intellect, revelation, knowledge

تمہید

قرآن کریم رب ذوالجلال کی وہ آخری کتاب ہے جو انسانیت کی فلاح وہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے، یہ کتاب تاقیامت آنے والی انسانیت کے لئے سرچشمۂ خیر وفلاح ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات ہر دور کے لے ایک کامل لائحہ عمل ہے جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان نہ صرف دنیوی بلکہ اخروی کامیابی بھی حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت بھی حاصل کر کے دنیا پر غلبہ پا سکتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر[1]

اسی بناء پر قرآن کریم کا سیکھنا اس کی تعلیمات کو جاننا، اس میں بیان کردہ احکام، اوامر ونواہی اور اس کتاب مبین میں درج قوانین کا فہم حاصل کرنا فرض ہے۔ قرآن وسنت میں بار بار اس بات کی تاکید کی گئی ہے حتی کہ پہلی وحی بھی علم کے حصول اور نامعلوم کی کھوج لگانے، اسرار کائنات کو جاننے اور قرآن کے ذریعے تعلیم وتحقیق کے سلسلے کو اپنانے پر مبنی ہے۔ قرآن کریم کے مفہوم ومدعا سے آگہی حاصل کرنا چونکہ فرض قرار دیا گیا ہے اسی واسطے اللہ رب العالمین نے انسان کو عقل وفہم عطا فرمائی ہے اور اسی عقل وفہم اور ادراک کی بنا پر اسے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر عقل کا مقام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام نے عقل کا نہایت اہتمام کیا ہے جس سے اس کی منزلت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور جو کتاب اللہ میں وارد ہوا ہے وہ اس کی قدر وقیمت کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے کہ آیات کریمہ میں اس کی کتنی تاکید کی گئی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلَقَد كَرَّمنَا بَنِى اٰدَمَ وَحَمَلنٰهُم فِى البَرِّ وَالبَحرِ وَرَزَقنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلنٰهُم عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّن خَلَقنَا تَفضِيلًا۔"2" اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔"

قرآن مجید میں عقل سے متعلقہ امور جیسے تفکر، تدبر، تامل جو کہ مدح وثناء کے صیغے میں استعمال ہوئے ہیں ان کی بھی اچھی خاصی تعداد قرآن کریم میں موجود ہے، صرف عقل اور اس سے بننے والے الفاظ قریباً ستر (70) مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

کتاب اللہ میں عقل کا تذکرہ ہمیشہ تعظیم کے ساتھ ہوا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان کو مکلف (ذمہ داری اٹھانے کا اہل) ہی عقل کی درستگی کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ احکام شرعی کا خطاب اور اس کا وجوب صرف عقلاء پر ہے جہاں یہ نعمت ساقط ہوتی ہے وہاں تکلیف اور مسئولیت بھی ساقط ہو جاتی ہے کہ یہ نعمت الٰہیہ اور سبب مسئولیت ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصغيرحتى يكبروعن المجنون حتى يعقل اويفيق۔"[3] "تین لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، سونے والے سے جب تک وہ جاگ نہ جائے، بچے سے جب تک وہ بڑا نہ ہو جائے اور مجنون سے جب تک اس کو عقل نہ آئے۔"۔

قرآن کریم عقل کو صرف تعظیم کے مقام پر ہی ذکر کرتا ہے اور اس طرح متنبہ کرتا ہے کہ اس پر عمل کرنا اور اس کی طرف رجوع لازم ہے اور عقل کی طرف قرآن کریم میں کوئی وقتی یا سرسری سا اشارہ نہیں آتا بلکہ ہر جگہ بڑے ہی پختہ اور واضح الفاظ ہوتے ہیں جو تاکید پر دلالت کرتے ہیں اور یہ اشارہ جات متفرق مقامات پر آتے ہیں کبھی امر کے اسلوب میں کبھی نہی کے

پیرائے میں جس میں مومن کو ترغیب دی جاتی ہے کہ عقل کے فیصلہ کو ماننے یا پھر اس کو ملامت کی جاتی ہے کہ اس نے عقل کا استعمال کیوں نہیں کیا، عقل کا استعمال نہ کرنے کو برا کام گردانا گیا۔

عقل کا لغوی معنی

عقل کے لغوی معنی ہیں روکنا، بند کرنا، قید کرنا، بچانا، محفوظ کرنا۔ یہ اپنے صاحب کو اسباب ہلاکت اور گناہوں سے بچاتا ہے ،اتباع ہواء نفسانی سے محفوظ رکھتاہے ،خفیہ برائیوں سے محفوظ رکھتاہے۔ عقل کا مصدر عقل یعقل عقلا ومعقولا ہے۔لسان العرب میں عقل کے لغوی معنی یوں بیان ہوئے ہیں العقل :الحجر والنہیٰ وھوضد الحمق ،والجمع عقول۔[4] عقل روکنے اور منع کرنے کو کہتے ہیں،اس کی ضد بے وقوفی ہے اور جمع عقول ہے۔لسان العرب میں مزید بیان ہوتا ہے: "ورجل عاقل وھوالمجامع لامره ورایه ماخوذ من عقلت البعیراذاجمعت قوائمه۔"[5]"عاقل بندہ کام اور رائے کو جمع کرنے والا ہوتا ہے اور یہ ماخوذ ہے "اونٹ کو بٹھا کر اس کی دو اگلی ٹانگوں کو باندھ دیا گیا" سے۔"امام عبد الرحمن کیلانی اپنی کتاب مترادفات القرآن میں عقل کی تعریف بیان کرتے ہیں: عقل بمعنی سوجھ بوجھ والا ہونا، غلطی کا احساس کرنے کے قابل ہونا، عقل کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے نفع ونقصان کا امتیاز کرے نقصان دہ باتوں سے بچنے کی تدبیر اختیار کرے اور فائدہ مند چیزوں اور قبول حق کے لئے ہر وقت تیار رہے۔[6] العقل: اس قوت کو کہتے ہیں جو قبول علم کے لئے تیار رہتی ہے اور وہ علم جو اس قوت کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے اسے بھی عقل کہتے ہیں۔[7]

عقل کا اصطلاحی معنی

عقل کے اصطلاحی معانی میں اختلاف رہاہے۔ذیل میں عقل کی چند اصطلاحی تعریفات بیان کی جاتی ہیں: معجم الوسیط میں عقل کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:"مایقابل الغزیزة التی لااختیارلھاومنه الانسان حیوان عاقل وما یکون به التفکیر والاستدلال وترکیب التصورات والتصدیقات ومابه یتمیز الحسن من القبح والخیرمن الشر والحق من الباطل۔"[8]

"اس فطرت وخصلت کے مدمقابل (جس میں کوئی اختیار نہیں ہوتا) چیز عقل ہے اور اسی کی وجہ سے انسان عقل مند حیوان ہے ،غور وفکر اور استدلال اسی سے ہوتا ہے، تصورات اور تصدیقات کو جوڑنا ہے (اور ان سے نتائج اخذ کرنا) پھر اچھا اور برا خیر اور شر نیز حق اور باطل میں تمیز بھی اسی سے ہوتی ہے۔" معجم المعانی میں عقل کی تعریف کچھ اس طرح ہے:"ادراک الاشیاء علیٰ حقیقتھا ومظھره التمیز بین الخیر والشر والحق والباطل والحسن والقبح ونحو ذلک۔" [9]"عقل سے مراد اشیاء کی حقیقت کو صحیح طرح سے جاننا اور خیر وشر ،حق وباطل حسن وقبح اور اس طرح کی دیگر اشیاء کے درمیان تمیز کا اظہار کرنا ہے۔"

عقل قرآنی ارشادات وفرامین نبوی ﷺ میں لفظ عقل قرآن کریم میں

قرآن کریم میں مطلق عقل استعمال نہیں ہوا بلکہ مختلف صیغوں کے طور پر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر وارد ہوا ہے، اور ان میں سے اکثر آیات میں غور وفکر وتدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ عقل کا مادہ "ع،ق،ل" ہے اور یہ مختلف صیغوں میں قرآن کریم میں انچاس بار مذکور ہے اور سوائے ایک مقام کے باقی تمام مقامات پر فعل مضارع کے طور پر ذکر ہوا ہے۔تعقلون کے صیغے میں لفظ عقل قرآن کریم میں چوبیس مقامات مذکور ہے۔جن میں: افلاتعقلون تیرہ بار ۔"لعلکم تعقلون"آٹھ بار۔"ان کنتم تعقلون" دو بار اور"افلم تکونواتعقلون" ایک بارآیاہے۔"ولقداضل منکم جبلاکثیراً افلم تکونوا تعقلون"[10]

یعقلون (مثبت اعتبار سے)

مثبت کلام و معانی کے اعتبار سے لفظ یعقلون قرآن کریم میں دس مقامات پر ذکر ہوا ہے اور یہ اللہ کی نشانیوں، جمادات و نباتات ،انسان وحیوان کی تخلیق پر غور وفکر کرنے نیز آثار الامم یعنی گزشتہ اقوام کے قصوں سے عبرت حاصل کرنے کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

یعقلون (منفی اعتبار سے)

منفی کلام و معانی کے اعتبار سے "لایعقلون" قرآن کریم میں بارہ مقامات پر ذکر ہوا ہے جن میں سے گیارہ مقامات پر کلام و معانی دونوں منفی ہیں جبکہ ایک مقام پر الفاظ مثبت لیکن معانی منفی لئے جاتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہے: "أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا۔أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْيَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔"[11] "کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہے تو کیا تم اُس پر نگہبان ہو؟ یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں" اس کے علاوہ عقلوہ، نعقل، یعقلہا کے طور پر ایک ایک بار مذکور ہے۔عقلوہ:"يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَه مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔"[12] نعقل:"وَقَالُواْ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحٰبِ ٱلسَّعِيرِ۔""[13] یعقلہا:"وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَايَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔"[14]

عقل کے بارے میں قرآنی ارشادات

قرآن کریم میں عقل کا استعمال اس قدر اہتمام سے کیا گیا ہے کہ کوئی صفحہ تفکر، تدبر، تذکر، تبصر اور علم کے ذکر سے خالی نہیں ہے۔ قرآن کریم میں جن آیات میں عقل کا ذکر کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت ہیں۔

علم و معرفت

ارشادی باری تعالیٰ ہے: "اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَه مِنْ بَعْدِمَاعَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔"[15] "تو اے مسلمانو! کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ یہ تمہاری وجہ سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ وہ تھا کہ وہ اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتے تھے"۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: "من بعد ماعقلوہ " سے مراد ہے عرفوہ وعلموہ، انہوں نے اسے جان اور پہچان لیا۔"[16] "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔"[17] "بے شک ہم نے نازل کیا ہے قرآن کو عربی میں تاکہ تم سمجھ لو۔" "لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔"[18] "تحقیق نازل کیا ہے ہم نے تم پر ایسی کتاب جس میں تمہارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے؟" قرآن وہ نعمت عظمیٰ ہے جو انسانیت کی طرف آئی اور خاص اہل عرب کی طرف کہ اہل عرب ہی اس کتاب کا اولین محل خطاب ہیں۔ اس کے لئے ان کو اس بات کی تلقین کی جارہی ہے کہ تم اسے سن کر اس پر غور وفکر نہیں کروگے؟۔ "وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْن۔"[19] "اور یہ مثالیں ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لئے اور نہیں سمجھتے اس کو مگر عقل والے" اس ایت میں اللہ رب العالمین ان کی بتوں کے معتقد ہو جانے کے فساد کو بیان کرتے ہیں اور ان کے اس جہل پر عاقبت سے ان کو آگاہ کرتے ہیں جس کا بہترین طریقہ مثالوں اور دلائل سے سمجھانا ہے۔ امام طاہر ابن عاشور اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: یہاں عقل سے مراد فہم ہے یعنی اس سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ مگر صرف وہی لوگ جن کی عقل کامل ہے اور یہ علماء ہیں اور اس کے ساتھ تعریف میں بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتے وہ جاہل ہیں۔

قاضی ثناء اللہ عثمانی

تفسیر مظہری میں اس آیت کی تشریح کچھ یوں بیان کرتے ہیں: اہل علم سے مراد وہ لوگ ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں اور اشیاء کی حقائق کیفیات کو جانتے ہیں۔ بغوی نے عطا اور ابو الزبیر کی روایت بیان کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آیت "وتلک الامثال نضربها للناس ومایعقلها الا العالمون" تلاوت کی اور فرمایا: عالم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ ملی ہو اور سمجھنے کے بعد وہ اللہ کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے۔[20] "اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِالْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔"[21] "بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔" ابن عاشور اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس میں عقل کی نفی سے مراد عقل تادیب ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں واجب ہے۔

ب۔ خیر وشر اور خبیث وپاک میں تمیز

قرآن کریم میں کچھ دیگر ایات ایسی ہیں جو کہ خیر وشر کے درمیان تمیز پر دلالت کرتی ہیں اور انسان کی خیر کو اپنانے اور شر کو ترک کردینے پر گفتگو کرتی ہیں۔ ارشادی باری تعالیٰ ہے: "اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔"[22] "کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، پھر کیوں نہیں سمجھتے۔" تفسیر منار میں امام محمد رشید رضا اس ایت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت کی بہتر تعبیر انسان کا اپنے آپ کو بھول جانا ہے کہ انسان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو خیر کے کاموں میں نہ بھلائے اور نہ اس بات کو پسند کرے کہ کوئی اس سعادت کو حاصل کرنے میں اس سے سبقت لے جائے، پس اگر تم کتاب کے وعدے جو اس نے نیک کام کرنے پر کئے ہیں اور ان وعیدوں پر جو اس کتاب میں شرک کے کاموں میں سنائی گئی ہیں یقین رکھتے ہو تو تم خود کو کیسے بھلا سکتے ہو؟ افلا تعقلون۔ کے الفاظ سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تم میں عقل موجود نہیں جو تمہیں اس سفاہت سے روک دے۔[23] ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے: "وَلَلدَّارُالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔"[24] "اور بیشک آخرت والا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" تفہیم القرآن میں مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: آخرت کا گھر اور وہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ نے اس میں متقین کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ سب بہتر ہے اور دنیا کے فانی فائدوں اور سود ورشوت سب اور اس جیسی باقی سب چیزوں سے تو تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے جبکہ یہ سب ظاہر باہر ہے کوئی عقل پر مخفی نہیں ہے، پس تم خیر وشر اور دائمی نعمتوں کو اس عارضی دنیا کے حقیر مال ومتاع پر فوقیت اور ترجیح دو۔[25]

سورۃ مائدہ میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں: "قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْاَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوااللّٰهَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔"[26] "کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت متاثر کرتی ہو، پس اے عقلمندو! اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو۔" اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اعمال میں چھان بین اور خیر وشر کی تمیز کرنے کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ تقویٰ اس چیز کا انسان سے تقاضا کرتی ہے کہ اعمال کی نوعیت کو اول جانا جائے۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں عقل کے متعلق آیات سات طرح کی ہیں۔

اولاً: کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور وفکر

یہ آیات کائنات میں اور رب تعالیٰ کی تمام تر مخلوقات پر غور وفکر کرنے پر ابھارتی ہیں تاکہ اس کے ذریعے اللہ رب العالمین کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کی جاسکے۔ ان آیات میں کائنات پر گہری نگاہ ڈالنے اور اللہ تعالیٰ کے کرشموں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِبَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

يَّعْقِلُوْنَ۔"[27]"جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں"۔[28]ان مخلوقات عظیمہ کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہ آیات وحدانیت باری تعالیٰ اور اس کی الوہیت، اس کی سلطنت کی عظمت، رحمت اور تمام ترصفات پر دلالت کرتی ہیں، پس جن لوگوں میں عقل نہیں ہوتی وہ اس کے بغیر عمل کرتے ہیں جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل کی دولت سے نوازا ہے وہ ان آیات سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اپنی عقل وفکر وتدبر کے ذریعے۔"[29]بعض دیگر آیات آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے جاری یا جو ان کے درمیان ہے اس پر غور کی دعوت دیتی ہیں: بعض آیات عالم نباتات اور ان کی انواع واقسام اور ان کے لگنے اور مختلف رنگوں پر غور کی دعوت دیتی ہیں، جیسے ارشاد ہے"كُلُوْا مِنْ ثَمَرِه اِذَآ اَثْمَرَ۔"[30]"کھاؤ ان کے پھلوں میں سے جب وہ پک جائیں۔"شہد کے بارے میں فرمایا گیا ہے:"فِيه شِفاء لِلّنَاس۔"[31]"اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔"ایک اور جگہ ارشاد ہے:"وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔"[32]"اور تمہاری نفسوں میں کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔"ابن قیمؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "التبصر هوتبيين الامروانكشافه تجليه للبصيرة ۔"[33]"تبصر امور کے واضح اور منکشف ہو جانے کو کہتے ہیں اور بصیرت کے لئے آشکارہ ہو جانے کو۔"بعض آیات تخلیق انسانی کے مختلف ادوار ومراحل پر غور وفکر کو پکارتی ہیں: "هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔"[34]"وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر باقی رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو، کچھ تم میں اس سے پہلے مر جاتے ہیں، بعض کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم وقت مقررہ تک پہنچو اور تم سمجھو۔"بعض آیات دنیا وآخرت کے امور اور اس میں اعلیٰ کو ادنیٰ پر فوقیت دینے کے حوالے دعوت فکر دیتی ہیں۔"وللآخرة خيرلك من الاولىٰ ۔"[35]"اور آخرت بہتر ہے تیرے لئے دنیا سے"بعض آیات حیوانات وحشرات الارض کی تخلیق اور ان کے مختلف امور کی بہترین انداز میں انجام دہی کی دعوت دیتی ہیں۔ جیسے: "اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ[36] ۔""پھر کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں؟"دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّافِىْ بُطُوْنِه مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًاخَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًاحَسَنًااِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِوَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًايَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُه فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔"[37]"اور تمہارے لیے مویشیوں میں بھی ایک سبق موجود ہے۔ اُن کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں، یعنی خالص دُودھ، جو پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔ اور کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی۔ یقیناً اِس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لیے۔ اور دیکھو، تمہارے ربّ نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں، اور درختوں میں، اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں، اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کا رَس چُوس اور اپنے ربّ کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔ اِس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک

شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"[38]

ثانیاً: آیات جن میں اولی الالباب مخاطب ہیں

قرآن کریم میں کچھ آیات ایسی ہیں جن میں اولی الالباب کو خطاب کیا گیا ہے یعنی وہ لوگ جو عقل و شعور اور فہم رکھتے ہیں ۔ قرآن کریم میں اولی الالباب کا ذکر ہمیشہ مدح و ثناء کے طور پر آیا ہے کہ یہ اپنی عقل سے غور، فکر، تدبر، نظر اور تفقہ کا کام لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَابَاطِلًا۔"[39] "اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں، (کہتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔"

ثالثاً: عقل کو استعمال نہ کرنے کی مذمت کرنے والی آیات

بعض دیگر وہ آیات ہیں جن میں عقل سے کام نہ لینے اور اس کو معطل کر کے اس سے کماحقہ فائدہ نہ اٹھانے کی مذمت کی گئی ہے اور یہ قرآن کریم میں جابجا افلاتعقلون، افلایتدبرون، افلاتذکرون، افلاتبصرون، افلا تتفکرون کے طور پر ہیں ۔ ان الفاظ کے ساتھ انسان کو خیر و شر میں تمیز کرنے اور فانی دنیا کے ساز و سامان اور دائمی آخرت کے ابدی فوائد حاصل کرنے کے درمیان اختیار دینے پر بات کی گئی ہے۔ "وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔"[40] "اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو پرہیز گار ہوئے، کیا تم نہیں سمجھتے؟"

سنت نبوی ﷺ میں عقل کی اہمیت

فرامین و ارشادات نبی کریم ﷺ میں عقل و سمجھ بوجھ پر کافی زور دیا گیا ہے اور تعلیمات محمدی ﷺ اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے مقمات نے تمام تر معاملات و مسائل کا حل عقلی انداز میں ہی نکالا ہے اور وہ ہر معاملے کو شریعت الٰہی کے بعد عقل کے میزان پر پرکھا ہے۔ انسان مسئول و مکلف ہے، ان تمام واجبات کی ادائیگی کا جو اس پر شریعت کی طرف سے عائد کی گئی ہیں جیسا کہ وہ ترک منکرات پر مسئول ہے لیکن اگر وہ ادائیگی واجبات میں کمی کرے گا یا منہیات کو ادا کرے گا تو وہ گناہ گار ہو جائے گا اور اس تمام مسئولیت کی اساس عقل ہے۔ اگر اس کی عقل میں خلل واقع ہوتا ہے یا وہ نابالغ ہے تو اس کی مسئولیت ساقط ہو جاتی ہے۔ اس کی دلالت اس حدیث سے ہوتی ہے۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، إِنِّي زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَتَنَحَّى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى ثَنَى ذَلِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ۔"[41] "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آپ کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے ۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ گھوم کر ایک طرف سے آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے (پھر) اس سے منہ پھیر لیا حتی کہ اس نے آپ کے سامنے یہی کلمات چار مرتبہ دہرائے۔ جب اس نے اپنے خلاف چار گواہیاں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: ""کیا تمہیں جنون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ""کیا تم نے شادی کی ہے؟" اس نے کہا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔" پس نبی کریم ﷺ نے جب اس کا اعتراف زنا پر اصرار دیکھا جبکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی حد رجم ہے تو اسے فرمایا کیا تو مجنون ہے؟

امام نووی رحمہ اللہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تو مجنون ہے؟ اس کے حالات کی تحقیق کے واسطے تھا اور غالب یہ ہے کہ انسان بغیر پوچھے اس اقرار پر اصرار نہیں کرتا جو کہ قتل کا متقاضی ہو جب کہ اس کے پاس گناہ کو ساقط کرنے کے لئے توبہ کا راستہ بھی موجود ہو اس سے ثابت یہ ہوا کہ مجنون کا اقرار باطل ہے اور اس کے اقرار پر حد واجب نہیں ہوتی، حد کے وجوب کے لئے عقل کا ہونا لازم ہے۔[42] نبی کریم ﷺ نے تدبر و تفکر پر بھی زور دیا ہے اور اعمال عقل یعنی بحث و نظر پر اہل ایمان کو ابھارا ہے۔ لفظ عقل احادیث نبوی میں دونوں صیغوں (یعنی اسم و فعل) کے طور پر استعمال ہوا ہے ۔احادیث نبوی ﷺ میں لفظ عقل کی تکرار متعدد بار ہوئی ہے۔2۔ "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ :خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى ، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ ، فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ، فَقُلْنَ : وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، قَالَ : تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ ،وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ ،قُلْنَ : وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ ؟ قُلْنَ : بَلَى ، قَالَ : فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا ، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟ قُلْنَ : بَلَى ، قَالَ : فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔"[43] رسول اللہ ﷺ عید الاضحی یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقلمند اور تجربہ کار آدمی کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کی کہ ہمارے دین اور ہماری عقل میں نقصان کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی اس کی عقل کا نقصان ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے، عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت میں نسیان اور قلت ضبط عقل کے نقصان کا باعث ہیں۔

قرآن فہمی کے لئے عقل کے استعمال کی ترغیب

اسلام ایک ایسا دین ہے جو عقل کا احترام کرتا ہے اور انسان کو کائنات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، تفکر و تدبر کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ کائنات پر نگاہ ڈالے اور آسمان و زمین کی بادشاہت اور کائنات کی تمام تر نشانیوں پر غور و فکر کرے جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کمال و عظمت و کبریائی کا اعلان کرتی ہیں۔ یہ ایک اہم عبادت ہے جس کے ذریعے عقل کی حفاظت اور بڑھوتری ممکن ہے۔

تفکر کا معنی

سوچنا، غور کرنا، تامل کرنا، کسی معاملے کے مختلف پہلوؤں پر سوچنا۔ معجم التعریفات میں فکر کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ ترتیب امور معلومة للتادی الی مجھول[44] معلوم چیزوں کو ایسی ترتیب دینا جو کسی نامعلوم چیز کا علم دلا دے۔ مفردات میں امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: فکر اس قوت کو کہتے ہیں جو علم کو معلوم کی طرف لے جاتی ہے اور تفکر کے معنی نظر و عقل کے مطابق اس قوت کو جولانی دینے کے ہیں تفکر فیہ کا لفظ صرف اس چیز کے لئے بولا جاتا ہے جس کا تصور دل و ذہن میں حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ارشاد نبوی ﷺ ہے: "تفکروا في آلاء الله،ولا تفکروا في ذات الله"[45] اللہ کی کی نعمتوں اور قدرتوں پر تو غور کرو لیکن اللہ کی ذات پر کبھی بھی غور نہ کرو کیونکہ اس کا تصور انسانی ذہن میں نہیں آسکتا اور وہ صورت کے

ساتھ متصف ہونے سے مبرا ہے۔"یعنی فکر معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے لئے اس کے بارے میں چھان بین کرنے کے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسے اوقات ضروری ہیں جس میں آدمی اپنے آپ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے، دعائیں، ذکر، نماز، غور وفکر، اپنا محاسبہ، دل کی اصلاح اور دیگر ایسے امور پر توجہ دے جو خالص اسی کے ساتھ متعلق ہیں جن میں وہ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ سو ان چیزوں میں وہ تنہائی کا حاجت مند ہے جیسا کہ طاؤسؒ کا قول ہے: آدمی کی بہترین کٹیا عبادت خانہ اس کا گھر ہے جس میں وہ اپنی نظر اور زبان کو روک رکھتا ہے۔[46] پس مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اشیاء کو سطحی نظر سے نہ دیکھے بلکہ ان کو نظرِ عمیق سے دیکھے کہ گہرائی سے نظر ڈالنا بھی عبادت ہے۔ قرآنی ارشادات کی رو سے غور وفکر کے کئی دائرے ہیں۔

اولاً: قرآن کریم میں تفکر

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی تعلیمات پر تدبر کرنا، تفکر کا سب سے مقدس و معظم دائرہ ہے، قرآن کریم کی آیات، انداز بیاں اور اس کے احکام شرعیہ پر غور کرنے کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔"[47] "اور ہم نے تمہاری طرف ذکر اتارا تاکہ جو کچھ اس میں نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں پر بیان کردو، شائد کہ یہ تفکر سے کام لیں۔" اسی طرح قرآن کریم میں بیان کردہ مثال پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی تاکہ ان پر تفکر کرکے سبق حاصل کیا جائے ارشاد ہے: "أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فيه نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ۔"[48] "کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اس کے نیچے جاری ہوں اس میں اس کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں اور اس کو بڑھاپا آجائے اور اس کی ضعیف آل واولاد ہو پھر پہنچ گئی اس کو سخت تیز آندھی جس میں آگ ہو، سو وہ باغ جل جائے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے آیات ہیں تاکہ تم فکر کرو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔"[49] "اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔" اس آیت کی تشریح میں سعدیؒ فرماتے ہیں: اللہ نے انسانوں کے لئے مثالیں بیان کی ہیں اور اپنے بندوں پر حرام وحلال کو واضح کر دیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کی آیات پر تفکر و تدبر کریں، کیونکہ تفکر بندے کے لئے علم کے خزانے کھولتی ہے اور اس کے لئے خیر و شر کے راستوں کو واضح کر دیتی ہے۔ اور اخلاق حسنہ ورذیلہ کو اس پر کھول دیتی ہے۔[50] امام الزرکشیؒ فرماتے ہیں: یہ مکمل قرآن اللہ نے نازل نہیں کیا مگر اس لئے کہ اس کا علم و فہم حاصل کیا جائے اور اسی وجہ سے قرآن کریم میں جابجا خطاب اولی الالباب کو کیا گیا ہے یعنی وہ لوگ جو عقل رکھتے ہیں: "لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الالباب۔"[51] ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ۔"[52] امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اس آیت کی تشریح میں رقم طراز ہیں: "ایک آیت سمجھ کر اور غور وفکر کرکے پڑھنا بغیر غور وفکر کے پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔"[53] سید قطبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے یوں کہ ان کی آنکھوں کے پردے زائل ہو جائیں، کان سننے لگیں اور ان تک قرآن کریم کے نور کی رسائی ہو، ان کے پردہ شعور پر ارتعاش ہو، ان کے دلوں کے اندر جوش و خروش پیدا ہو، ان کا ضمیر مخلص ہو جائے اور ان کے اندر ایک ایسی زندگی آجائے جو قرآن کریم کے نور سے منور ہو اور وہ اس سے ہدایت اخذ کریں۔ "اَم عَلىٰ قُلُوبٍ اَقفَالُها۔"[54] "یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے ہیں۔" "یہ قفل ان کے دلوں تک قرآن کریم کے نور کو جانے نہیں دیتے ان کے دل اس طرح بند ہیں جیسے دروازے بند ہونے کی صورت میں انسان ہوا یا کوئی چیز اندر نہیں جاسکتی اور نہ روشنی جاسکتی ہے[55]

ثانیاً: مخلوقات میں تفکر

یہ تفکر کا وسیع ترین دائرہ ہے جو کہ آسمان وزمین کی بادشاہت سے لے کر ان تمام اشیاء پر مشتمل ہے جو انسان کے لئے مسخر کی گئی ہیں، قرآن کریم میں ان پر غور وفکر کی باربار تلقین کی گئی ہے۔ارشاد ہے:"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔"[56] "بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلی میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔جو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔اے ہمارے رب!تونے یہ سب بیکار نہیں بنایا۔تو پاک ہے،توہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

ثالثاً: تفکر فی الدنیا والآخرۃ

دنیا اس کے لئے جائے فنا ہے نہ کہ جائے قرار اور یہ آخرت کی کھیتی ہے کہ جو اعمال دنیا کی زندگی میں کئے جائیں گے اسی کے مطابق آخرت میں انسان کا انجام متعین ہوگا اگر نیک اعمال کا بیج بویا جائے گا تو آخرت میں کامرانی نصیب ہوگی اور اگر اعمال بد کا بیج بویا جائے گا تو آخرت میں ذلت ورسوائی انسان کا مقدر ہوگی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:"کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ۔فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔"[57] "ایسے ہی اللہ تمہارے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو۔دنیا اورآخرت کے بارے میں۔"اس ایت کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:یعنی دنیا کے زوال اور فانی ہوجانے اور آخرت کے اقبال اور بقاء پر غور کرو۔سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غوروفکر کروتاکہ تم دنیاوآخرت کی فضیلت جان لو۔ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:پس دنیا کے بارے میں تم جانتے ہو کہ یہ امتحان گاہ ہے اور پھر فنا ہوجانے والی ہے اور آخرت دارالجزاء ہے اور باقی رہنے والا ہے پس غوروفکر اس امر پر کرو کہ تم جان سکو کہ کیا باقی رہنے والا ہے۔اسی طرح کی کئی آیات قرآن کریم میں وارد ہوئی ہیں جو کہ دنیا کی حقیقت اور اس کے زوال سے ہمیں باخبر کرتی ہیں۔[58] احادیث نبوی میں بھی اس بات کو کافی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے:سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میرا گھٹنا پکڑا اور فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر، اور جب شام ہو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کو مرض سے قبل غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے قبل غنیمت جانو۔[59]

رابعاً: موت اور احیاء پر تفکر

موت ہر ذی روح پر حق ہے اور تمام تر مخلوقات کو اپنے اجل مقرر پر فنا ہوجانا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:"کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ ، وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔"[60]"جو کوئی زمین پر ہے فنا ہوجانے والا ہے۔اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔" یہ اللہ تعالیٰ کی اس کی مخلوق کے بارے میں سنت ہے کہ اس نے ان کے لئے اس دنیا میں موت لکھ دی ہے اور کوئی بھی ذی روح موت کے بعد دوبارہ اس جہاں میں لوٹ نہیں سکتا،روز قیامت ہی تمام اجسام میں ارواح کوڈالا جائے گا اور وہیں حساب کتاب ہوگا"اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔"[61]**" اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان جانوں کو بھی جن کی موت ان کے سونے کے وقت نہیں آئی، پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک بھیج دیتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔"**[62]موت کو یاد رکھنے سے متعلق اہم چیز زیارت قبور ہے

اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلقین کی ہے اس غرض سے کہ موت کو یاد رکھا جائے۔ سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"زار رسول اللہ ﷺ قبرامه فبکیٰ وابکی من حوله وقال : استاذنت ربی عزوجل فی ان استغفرلہا فلم یوذن لی واستاذنت فی ان ازور قبرھا فاذن لی فزورالقبور فانہا تذکرالموت۔"[63] **"رسول اللہ ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، آپ روئے اور اپنے اردگرد والوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ میں ان کے لئے بخشش کی طلب کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت مانگی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کروں تو اس نے مجھے اجازت دے دی، پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمھیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔"** زیارت قبور انسان کی اس زندگی کی حقیقت اوراس کے انتہاء کی یاد دلاتی ہے اور محاسبہ کا وہ دن یاد دلاتی ہے کہ ہر انسان کا انجام یہی ہونا ہے۔

خامساً: اختلاف اللیل والنہار پر تفکر

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اختلاف لیل ونہار اور سورج وچاند پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے ارشاد ہے: "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيْفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔"[64] بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، اور رات اور دن کے بدلنے میں، اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں، اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے، اور ہواؤں کے بدلنے میں، اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے، البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے: "وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَخِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَاَوْاَرَادَشُكُوْرًا۔"[65] "اور وہی ہے جس نے رات اور دن یکے بعد دیگرے آنے والے بنائے، یہ اس کے لیے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔" یعنی دن ورات کو ایک دوسرے کے پیچھے جانے والا بنادیا کہ جب ایک جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے اور دوسرا جاتا ہے تو پہلا آتا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے: "يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ۔"[66] "اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے، بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لیے عبرت ہے۔" اختلاف لیل ونہار میں تفکر کی کئی وجوہات ہیں۔

اول: یہ کہ رات تاریک ہے اور دن روشن۔ "وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً۔"[67]

دوم: اختلاف طول وقصر: کبھی دن طویل ہو جاتا ہے تو کبھی رات طویل ہو جاتی ہے اور کبھی دونوں برابر دورانیہ کے ہو جاتے ہیں "يُولِجُ اللیل فی النہار ویولج النہارفی اللیل۔"

سوم: اختلاف گرمی وسردی: کبھی دن ٹھنڈا اور رات گرم ہو جاتی ہے اور کبھی رات ٹھنڈی اور دن گرم ہو جاتا ہے۔

چہارم: اختلاف امن وجدال اسی طرح کچھ ایام انسان کے لئے امن وسکون کا پیغام لاتے ہیں اور کچھ باعث اذیت وتکلیف ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لیل ونہار انسان کے لئے عزت واکرام کا سبب بنتے ہیں اور کچھ اس کے لئے ذلت کا سامان لاتے ہیں۔ "وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔"[68] "اور ہم یہ دن لوگوں میں باری باری بدلتے رہتے ہیں۔"

عقل کا دائرہ کار

"عقل" انسان کے ادراکی قوتوں میں سے ایک ہے جو احکام شرعی کے استنباطی دلائل یعنی ادلہ اربعہ میں سے بھی شمار ہوتی ہے۔ عقلی علوم کے ماہرین کے مطابق عقل کلی مفاہیم کو درک کرتی ہے جنہیں وہ بدیہی اور نظری میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ

ماہرین عقل کو اس کی کارکردگی کی بنیاد پر عقل نظری اور عقل عملی میں تقسیم کرتے ہیں۔ عمومی طور پر عقل کا معنی فہم سمجھا جاتا ہے۔ مگر علماء کرام نے اس کے دیگر لغوی معنی بھی بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ اس حوالے سے امام ابو منصور الازہری تہذیب اللغۃ میں شیخ ابوسعید کا قول بیان کرتے ہیں: "إذا اقامه على إحدى رجليه، كما قال: قل فلانا وعقله۔"[69] "اگر وہ اسے اپنی ایک ٹانگ پر کھڑا کر دے تو اسے بھی عقل کہتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے: اُس شخص نے اُسے عقل کر دیا یعنی ایک ٹانگ پر کھڑا کر دیا۔" ایک اور جگہ پر اس کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے صاحب قاموس امام مجد الدین فیروز آبادی اپنی تصنیف "بصائر ذوی التمییز" میں عقل کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ عقل کا معنی حماقت اور پاگل پن کی ضد ہے لیکن اس کا یہ معنی بھی ہے۔ "عقل يعقله ويعقلة أمسكة۔"[70] "اگر کسی چیز کو روک دیا، باندھ دیا تو اسے بھی عقل کہتے ہیں۔" اسی طرح سے نکیل باندھنے والی چیز کو بھی نقل یا نقال کہا جاتا ہے[71] اس معنی کی رُو سے کسی کو روک دینا عقل کہلاتا ہے۔ عقل کے اندر بنیادی طور پر امساک یعنی روک دینا اور باندھ دینا کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یہاں سے عقل کی محدودیت محقق ہوتی ہے۔

عقل کی ماہیت، نوعیت اور حیثیت

"عقل" سے مراد "دماغ" ہے لیکن عرف عام میں چونکہ لفظ عقل ہی زیادہ استعمال ہوتا ہے، اس لیے تشکیل علم کے باب میں ہم اپنی گفتگو کے دوران جہاں بھی "دماغ" کی صلاحیت کی بات کریں گے تو وہاں لفظ عقل مراد ہو گا۔ شیخ اکبر محی الدین بن عربي في معرفة أسرار أهل الإلهام (اہل الہام کے اسرار کی معرفت) کے باب میں کرتے ہیں: "وهذامن أعجب الأمور عندناأن يكون الإنسان قلد فكره وهو محدث مثله۔" [72] "ہمارے نزدیک یہ بڑی عجیب چیز ہے کہ انسان اپنے فکر و نظر کا مقلد بنتا ہے حالانکہ عقل بھی اسی طرح حادث ہے جیسے خود سارا اس کا وجود ہے۔" یعنی انسان کے فکر و نظر میں جو بات آتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ بس وہی کی ہے۔ انسان لامحدود کو بھی اپنی محدود و فکر و نظر سے سمجھنا چاہتا ہے اور وہ عقل کی بات پر اعتماد کرتا ہے۔ حالانکہ جس طرح اس کے وجود کی حدود ہیں، اسی طرح عقل کی بھی اپنی حدود ہیں ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے ایک محدود وجود میں ایک لامحدود جوہرِ عقل رکھ دیا ہو۔ اللہ تبارک و تعالی نے انسان کے وجود کے اندر دماغ کے قوائے ذہنی بھی عقل کی خدمت کے لئے تشکیل دیے ہیں۔ ان کا مقصود یہ ہے کہ ان قوائے ذہنی کے ذریعے عقل مقدمات کو ترتیب دے کر علم کو متشکل کر سکے۔ چنانچہ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ عقل خود انہی قواء کی محتاج ہے، جس کا انحصار اسی محدود جسم کے اپنے حواس کی معلومات پر ہے۔ بندہ اپنی محدود عقل کو لامحدود سمجھ کر اس کے فیصلوں کا مقلد اور پیروکار بننا چاہتا ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا ہے۔ "جعل العقل فقيراإليه يشتم مثه معرفة الأصوات.وليس في قوة العقل من حيث ذاته إدراك شيء من هذامالم يوصله إليه الشمع.وكذالك القوة البصرية.جعل الله العقل فقيرا إليها۔"[73] "اللہ تعالی نے عقل کو حواس کا فقیر یعنی محتاج بنایا ہے۔ وہ ان سے آوازوں کی پہچان میں مدد لیتی ہے۔ بذات خود عقل میں یہ طاقت اور قوت نہیں ہے کہ وہ کسی شے کا ادراک کر سکے جب تک کہ ساعت اس تک کوئی پیغام نہ پہنچائے، یا قوت باصرہ اسے کوئی معلومات فراہم نہ کرے۔ گویا عقل کو اللہ تعالی نے حواس کا محتاج بنایا ہے۔" حواس کے ادراک اور عقل کے ترتیب مقدمات کا عمل دونوں ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، عقل کے اندر بنیادی طور پر امساک (روک دینا) ہے۔ یعنی باندھ دینا، جس سے تحریکیت کو ختم کر دینے کا معنی پایا جاتا ہے اور یہاں سے عقل اور حواس کی محدودیت متحقق ہوتی ہے۔[74] عقل راستے میں عین اسی طرح کھڑی ہے جیسے حواس خمسہ کھڑے ہیں، نہ تو حواس خمسہ خود منزل تک پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی عقل منزل تک پہنچا سکتی ہے اسی لئے اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

عقل کو نور اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ روشنی دیتی ہے لیکن منزل کبھی نہیں ہوتی۔ جو حقیقت نا اشنا لوگ اللہ کی ذات وصفات کے بارے میں بحث کرتے ہیں ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:"بِغَیرِعِلمٍ وَّلَاھُدًیَ وَّلَاکِتَابٍ مُّنِیر۔"[75]"یعنی ان کے پاس نہ علم ہے نہ ہدایت اور نہ ہی ذرائع علم۔"پس ثابت ہوا کہ علم کے معروف ذرائع سے ہٹ کر ایک اور ذریعہ ہے جہاں سے ہدایت ملتی ہے جسے"کتاب منیر"اور علم بالوحی کا نام دیا گیا ہے۔

عقل اور وحی کا ارتباط

فکر اسلامی میں وحی الٰہی اہم بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، اسلام عقل کو یوں آزاد نہیں چھوڑ تا کیونکہ معاشرے میں نظریات مختلف طرح کے ہیں، اور مشتبہ مسالک بھی اپنا کام کر رہے ہیں لہذا تفکیر مسلم کے لئے بنیاد وحی الٰہی ہے۔ انسان کی عقل محدود ہے کچھ معاملات وحقائق اس کی استعداد وادراک سے بالاتر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ سورج وچاند کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اسی طرح ذات باری تعالیٰ انسانوں کی نگاہوں سے بالاتر ہے ارشاد ہے:"لَاتُدرِکُہُ الاَبصَارُ وَھوَیُدرِکُ الاَبصَارَ وھُوَاللَّطِیفُ الخَبِیر۔"[76] جبکہ ذات باری تعالیٰ میں غور وفکر کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ مَرفُوعاً: تَفَكَّرُوا فِي آلاءِ اللهِ ، وَلا تَتَفَكَّرُوا فِي اللهِ۔"[77]"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے: اللہ کی نشانیوں میں غور وفکر کیا کرو، اللہ کے بارے میں غور وفکر نہ کیا کرو۔"اس بات کا یقین مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے کہ خدائے واحد ہی اس کائنات کا پیدا کرنے والا اور سنبھالنے والا ہے اس مکمل نظام کو وہ حی القیوم اکیلے تھامے ہوئے ہے، اس کا کوئی شریک وہم سر نہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:"لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔"[78]"اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو ضرور آسمان وزمین تباہ ہو جاتے۔"اسی طرح جو معجزات قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں جیسے ولادت عیسیٰؑ، ولادت یحییٰؑ، مریمؑ کے پاس مختلف قسم کے پھلوں کا پایا جانا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:"كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔"[79]"جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ (زکریا نے) سوال کیا، اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔"یہ تمام طرح کے واقعات عقل کی پہنچ سے دور ہیں، انسانی عقل ان پر دسترس نہیں پاسکتی، وحی الٰہی کے ذریعے ہی یہ واقعات وحقائق انسانیت کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور ان کو تسلیم کرنا ایمان کا حصہ ہے۔[80] وحی الٰہی عقل کو سب سے پہلا درس ایمان بالغیب کا دیتی ہے اور عقل کو یہ تسلیم کراتی ہے کہ اس جہاں کے علاوہ جنت اور جہنم بھی بنائے گئے ہیں، اسی طرح بعث ونشور، حساب وعقاب، ملائکہ ورسل پر یقین وایمان کی تاکید کرتی ہے اور ان کے علاوہ تمام ایسے حقائق پر بھی ایمان کا تقاضا کرتی ہے جسے نہ حسیات پاسکتی ہیں نہ نگاہیں اس تک پہنچ سکتی ہیں۔ اسی طرح تقدیر الٰہی پر ایمان وحی الٰہی کی رو سے عقل کے لئے ہدایت ہے کہ تقدیر اللہ کے پاس لکھ دی گئی ہے اور خیر وشر کے تمام امور من جانب اللہ ہیں، ان پر ایمان لانا عقل کا تقاضا ہے۔[81]

خلاصۂ بحث

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو انسانیت کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی، قرآن کریم کو جاننا، سمجھنا اور اس کی تعلیمات کا فہم حاصل کرنا لازم ہے اور یہی ہماری دنیوی واخروی فلاح کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت سے نواز کر اشرف المخلوقات اور خلیفۃ الارض کے رتبے پر فائز کیا اور اس کی بنا پر انسان کو احکامات شرعیہ کا مکلف ٹھہرایا۔ احکامات شریعت کا خطاب ووجوب صرف عقلاء پر ہے۔ قرآن کریم میں غور وفکر وتدبر کرنے کی بیشتر مقامات پر تلقین کی گئی ہے کہ اسی سے علم ومعرفت کی راہیں کھلتی ہیں، احادیث کی رو سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن فہمی اور احکامات شرعیہ کو سمجھنے کے لئے عقل کا استعمال لازم ہے۔ اسلام عقل کو یوں آزاد نہیں چھوڑ دیتا بلکہ اس کے استعمال اور اس کی طرف رجوع کرنے کے لئے دائرہ کار کا تعین کرتا ہے یوں اسلام عقلیت پسندی کارد کرتا ہے۔ مصادر علم حواس، عقل، وحی میں سے وحی کو بنیادی مصدر کی حیثیت حاصل ہے اور عقل وحی کی پابند ہے۔ جہاں عقل اور وحی کا تعارض ہو وہاں وحی الٰہی کی طرف رجوع ہوگی۔

References

1- Allama Muhammad Iqbal, *shikwa jwab e shikwa* (Lahore: Urdu Publications 2004)
2.Quran: 17/70.
3.Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath Sajistani, Sunan, *Kitab al-Hudood,*(Karachi: Maktaba Inamiyyah,1998) 4/263
4 . Ibn Manzoor, *Al-Lasan al-Arab al-Muheet* (Beirut: Dar al-Lasan al-ArabS.N.) 2/845.
5 . Ibn Manzoor, Al-Lasan al-Arab al-Muheet
6 . Abdul Rahman Keilani, Mutradifat ul Qur'an (Lahore: Maktabat al-Salam, May 2009), 642.
7 . Raghib Isfahani, *Al-Mufardat fi Gharib al-Qur'an (Beirut: Dar al-Marafah*, 2/348).
8 . Ibrahim Anis, *Mujam Al-Wasit, Majma' Al-Lugh Al-Arabiah* (Egypt: Makbata al-Sharooq al-Dawliyyah, 2004) ,617.
9 . https://www.almaany.com/
10. Muhammad Fawad Abdul Baqi, *Al-Mujam ul Mufahris lilalfaaz Al-Qur'an Al-Kareem* (Cairo: Dar al-Kitab al-Masriya, 1364 AH) p. 367.
11 . Qur'an: 25/43, 44.
12 . Qur'an: 2/75.
13 . Qur'an: 10/67.
14 . Qur'an: 29/43
15. Qur'an: 2/75.
16. Qurtubi, Jami Le ahkam al-Qur'an, Vol. 1, p. 475.
17 . Quran: 12/2.
18 . Quran: 12/2.
19.Quran: 29/43
20. Qazi Sanaullah Usmani, *Tafseer Mazhari* (Lahore: Al Meezan Nashiran Kitab, 2012) 264/3.
21 . Quran: 49/4.
22 . Quran: 2/44.
23 . Muhammad Rasheed Raza, *Tafseer al-Manar* (Beirut: Dar al-Fikr, S.N.), 1/ 296.
24 . Quran:-32 /6
25 . Syed abul-Ala Maududi, *Tafheem ul Qur'an* (Lahore: tarjuman ul Qur'an,1996) 504/1.

26 . Quran:100 /5
27 . Quran:164/2
28 .Maudodi ,*Tafheem ul Quran*.130/1 ،
29. Abdul Rahman al-Saadi, *Tafseer al-Saadi*, 2/76.
30 . Quran: 6/141
31. Quran: 16/69
32. Quran: 6/141
33. Ibn e Qayyem, *Miftah Dar al-Saadat*, 1/183.
34 . Quran 41/6.
35. Al-Quran: 93/4.
36. Quran: 88/17.
37. Quran: 16/66.
38 . Maududi, *Tafheem al-Qur'an*, 2/554.
39 . Quran: 3/191.
40. Quran: 6/32.
41. Muslim bin Hajjaj al-Qashiri, Jami al-Sahih, *Kitab al-Hudood*, (Karachi: Maktaba Inamiyyah, 1998) 5/116.
42. Al-Bukhari, Al-Sahih, *Kitab al-Haydh*, Chapter Turk al-Haydh al-Soom, 1/161.
43. Al-Bukhari, Al-Sahih, *Kitab al-Haydh*, Chapter Turk al-Haydh al-Soom, 1/162.
44 .Ali bin Muhammad bin Ali al-Husaini al-Jarjani, *Mujam al-Tarifaat* (Qahira: Shirkat al-Quds Litsadeert 2007).
45 . Imam Raghib asfahani, *al-Mufardat fi Gharib al-Qur'an*, 2/246.
46 . Ibn Taymiyah, *Majmoat tul Fatawa*: 10/426.
47 .Quran:-44/16
48- Quran:-266/2
49 .Quran:-21/59
50. Abdul Rahman al-Saadi, *Tafseer al-Saadi*, 10/854.
51. Abu Abd Bahadur bin Abdullah: *Al-Burhan fi uloom el Qur'an* (Beirut: Dar al-Marafah 1391 AH), 2/145.
52.Quran4 /49
53. Muhammad bin Muhammad Ghazali *Shafi'i, ahya ul Uloom* (Karachi: Maktab Al-Madinah, 2012), 5/170.
54 .Quran 24/47
55. Sayed Qutb, Fi Zalal al-Qur'an, 5/328
56 .Quran 90-190 /3
57. Quran :220/2-
58. Abu Mansoor Muhammad bin Ahmad al-Azhari, *thazeeb ullughat* (Egypt: Al-Dar al-Masriyyah, 2007), 1/121.
59 . Majid al-Din Muhammad bin Yaqub Firozabadi, *Basair zawitamiz fi Lataif al-Kitab al-Aziz* (Cairo: Lajnat Ihya al-Tarath al-Islami, 1992), 4/85.
60 . Quran :27 /26
61 . Quran -42/39:
62 .Maududi, *Tafhim al-Qur'an*, 4/375
63. Muslim, Sahih Muslim, *Kitab al-Janaiz*, 2/671.
64- Al Quran164/2
65 . Al Quran :25/62

66. Al Quran: 24/44
67. Al Quran :12/17
68 . Al Quran :3/140
69. Abu Mansoor Muhammad bin Ahmad al-Azhari, *Tahzeeb ul Lugha* (Egypt:Dar al-Masriah, 2007), 1/121.
70. Majid al-Din Muhammad bin Yaqub Firozabadi, *Basair e zawitamiz fi Lataif al-Kitab al-Aziz* (Cairo: Lujnat Ihya al-Tarath al-Islami, 1992), 4/85.
71. Muhammad Tahir al-Qadri, *ilm aor masdir e ilm* , 298.
72. Muhyiddin Ibn Arabi, *Al-Futuhat alMakkiah* (Beirut: Dar al-Marifah, 2011), 4/316.
73 .Ibn Arabi, *al-Futuhat al-Makkiah*, 4/318.
74. Muhammad Tahir-ul-Qadri, *ilm aor masdir e ilm*, 298.
75. Al Quran: 22/8.
76. Al Quran: 6/103.
77 . Al-Silsilat al-Sahiha: 1788.
78 . Al Quran: 21/22.
79. Quran: 3/37.
80 . Abdul Aal Salim Mukram, *Al-Fikr al-Islami bain Al-Aql wal wahi* (Cairo: Dar al-Shuroq, 1982) 31.
81. Abdul Aal Salim Mukram, *Al-Fikr ul Islami bain Al Aql wal wahi*, 31.